شیخ کے ادب کی تعلیم

حضرت والا دامت برکاتہم کے ایک مُجاز نے عرض کیا کہ جب میں خانقاہ آتا ہوں تو بہت سے احباب اور جاننے والے اور مریدین گھیر لیتے ہیں اور مصافحہ شروع کردیتے ہیں اور بعض ہاتھ چومنے لگتے ہیں اور ایک مجمع سا لگ جاتا ہے جو خانقاہ میں مجھے خلافِ ادب معلوم ہوتا ہے، بہت منع کرتا ہوں لیکن لوگ نہیں مانتے۔ مجھے اس معاملہ میں بہت تشویش ہے۔

ارشاد فرمایا کہ شیخ کا ادب یہ ہے کہ خانقاہ میں جانے کے بعد اپنا وجود ہی نظر نہ آئے کہ ہم کیا ہیں۔ سب مریدین اور معتقدین کو سمجھا دو کہ شیخ کے سامنے میں شیخ نہیں ہوں، شیخ کے سامنے میں شیخ کا غلام ہوں۔ لہٰذا یہاں کوئی میرا ہاتھ چومے گا یا نصیحت سننے کے لیے مجمع لگائے گا یا جوتے اُٹھائے گا تو میں سختی سے پیش آؤں گا، چاہے کوئی مرید ہو یا غیر مرید ہو سب کو ڈانٹ دو کہ مجھے برباد مت کرو اور بدنصیب مت بناؤ کیونکہ اگر میں بے ادب ہوں گا تو بے نصیب ہو جاؤں گا کیونکہ با ادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب ہوتا ہے۔ اسی طرح شیخ کے ساتھ سفر میں جاؤ تو خادم بن کر جاؤ، مخدوم بن کر مت جاؤ کہ مریدوں کے مجمع کو لے گئے، کوئی ہاتھ دبا رہا ہے، کوئی پاؤں دبا رہا ہے، جب مخدوم بنو گے تو شیخ کی خدمت کیسے کرو گے اور نفس کیسے مٹے گا۔ نفس کی چالیں بہت باریک ہوتی ہیں، مخلوق میں عزت دکھا کر نفس اندر اندر خوش ہوتا ہے۔ نفس بہت مشکل سے مٹتا ہے، شیخ کے سامنے ذلیل ہو جاؤ، اس کے پاؤں میں خود کو خوب رگڑ ڈالو۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ حُبِّ جاہ صدیقین کے سر سے بھی سب سے آخر میں نکلتی ہے۔

شیخ کے انتقال کے بعد بھی اس کا اور اس کی اولاد کا، اس کے بیٹوں کا، اس کے پوتوں کا ادب لازم ہے۔ خصوصاً اس کی اولاد، بیٹے پوتے اگر عالم اور حافظ

بھی ہوں تو سونے پر سہاگہ ہے کہ ان کو شیخ کی نسبت بھی ہے اور علمِ دین کی نسبت بھی ہے۔ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ جہاں بیٹھتے تھے تو پہلے ایک کپڑا بچھاتے تھے لیکن اپنے شیخ حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضر ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ادب کی وجہ سے بغیر کچھ بچھائے زمین پر بیٹھ گئے اور رو رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو بھی اور آپ کو بھی اور سب کو باادب بنادے اور بے ادبی سے بچائے، آمین۔ آخر میں فرمایا کہ شیخ کے ادب کا یہ مضمون کبھی کبھی مجلس میں سنوادیا کرو۔

احقر مرتب عرض کرتا ہے کہ چند سال پہلے حضرت والا نے ایک صاحب کو اجازت بیعت عطا فرمائی۔ انہوں نے اپنی مجلس کا وہی وقت رکھا جو رات کو حضرت والا کی مجلس کا وقت ہوتا ہے اور مجلس میں نہیں آئے۔ حضرت والا نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا کہ کہاں ہیں؟ معلوم ہوا کہ ان کے گھر پر ذکر کی مجلس ہورہی ہے۔ حضرت والا نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ جو میری مجلس کو چھوڑ کر اپنی مجلس کو گرم کرے گا اس کی گرمیاں بھی سردیاں ہوں گی۔

ایک اجازت یافتہ نے عرض کیا کہ سخت عذر و معذرت کے باوجود اور علم و عمل کے اعتبار سے بے مائیگی کے باوجود لوگ حسنِ ظن کی وجہ سے احقر کو بیانات پر مجبور کرتے ہیں۔ اس وقت یہ ہفتہ واری سلسلہ شہر کی مختلف مساجد میں جاری ہے، پتہ نہیں یہ سلسلہ مجھے جاری رکھنا چاہیے یا نہیں؟

ارشاد فرمایا کہ غور کریں کہ ''لوگ مجبور کرتے ہیں'' کوئی چیز آپ کو اپنے شیخ کی مجلس میں آنے پر مجبور نہیں کرتی؟ ہمارے بزرگوں کا کیا طریقہ رہا ہے؟ اپنے بیانات کی مجالس سجانا یا شیخ کی مجلس میں خود کو مٹانا؟ بیانات کے لیے وقت نکل آنا اور اپنے شیخ کے پاس آنے کی فرصت نہ ملنا قلت محبت کی علامت ہے۔ اولیاء اللہ کی تاریخ شاہد ہے کہ جنھوں نے اپنے مشائخ کی قدر کی، اللہ نے ان ہی سے دین کا کام لیا۔